اسلامی حکومت کا قیام اور اسکے نفاذ کا عملی خاکہ

قسط نمبر ۴

کھ شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ عبد العزیز
علوی حفظہ اللہ

یاد رہے کہ اس مضمون کی تین قسطیں ستمبر ۱۹۹۴ء تک کے شمارہ میں شائع کی جا چکی ہیں۔ بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر یہ مضمون مسلسل شائع نہیں ہو سکا تھا۔ اب چوتھی قسط فروری ۱۹۹۵ء کے شمارہ میں شائع کی جا رہی ہے۔ (ادارہ)

اسلامی حکومت کا بنیادی پتھر یا اسکے قیام کا دوسرا مرحلہ

فرد' اسلامی معاشرہ کا پہلا یونٹ یا اساس و بنیاد ہے۔ پھر جب ایک مرد اور عورت کا جوڑا بنتا ہے تو اس سے کنبہ کی بنیاد پڑتی ہے اور گھر کی اسی سلطنت کا سربراہ و ذمہ دار خاوند ہوتا ہے' اس لئے قرآن مجید میں فرمایا "الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض و بما انفقوا من اموالھم" مرد عورتوں کے نگران اور محافظ ہیں کیونکہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور بوجہ اس کے کہ انہوں نے اپنا مال خرچ کیا۔ عربی میں "قام" کے بعد جب "علی" آئے تو اس میں نگرانی' محافظت' کفالت و تولیت کا مفہوم پایا جاتا ہے اور مرد کو قوام بنانے کی دو وجہ بتائی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ اس میں تفوق و برتری کی استعداد و صلاحیت ہے محافظت و دفاع کے اعتبار سے' دوسری یہ کہ اس میں گھر سے باہر اسباب معاش کی فراہمی کی صلاحیت و قابلیت زیادہ ہے اور اس لئے وہ کفالتی و معاشی ذمہ داری اٹھانے والا ہے۔ اس لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "الرجل راع علی اھل بیتہ و ھو مسئول عن رعیتہ" مرد اپنے اہل و عیال کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

راعی چرواہے کو کہتے ہیں جو اپنے ریوڑ کی حفاظت و مدافعت بھی کرتا ہے اور ان کی غذا و خوراک وغیرہ ضروریات کا انتظام بھی کرتا ہے؟ پرائی چراگاہ میں چرنے چگنے پر ان کی سرزنش و تعزیر کے فرائض بھی سرانجام دیتا ہے۔ اسی طرح مرد اپنی اولاد اور بیوی کی تعلیم و تربیت اور دین کی پابندی کا ذمہ دار ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے "یاایھا الذین آمنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارا و قودھا الناس و الحجارۃ" (سورۃ تحریم) "اے لوگو جو ایمان لائے ہو اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے۔"

بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا۔ اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کی فکر کرنا تو سمجھ میں آتا ہے۔ مگر اہل و عیال کو جہنم سے کیسے بچائیں؟ تو آپؐ نے فرمایا "جن کاموں سے تمہیں منع کیا گیا ہے ان کاموں سے ان کو بھی منع کرو اور جن کاموں کے کرنے کا تمہیں حکم دیا گیا ہے ان کو ان کے کرنے کا حکم دو۔ اسی طرح ان کو جہنم سے بچاؤ۔"

قرآن مجید میں نیک عورتوں کی روش یہ بیان کی گئی ہے کہ "فالصالحات قنتات حفظات للغیب بما حفظ اللہ" پس نیک عورتیں اور فرمانبرداری کرنے والی۔ راز کی چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں کیونکہ راز کی چیزوں کی اللہ تعالیٰ نے بھی حفاظت فرمائی ہے۔ اسی طرح عورت اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہے اور اس کی عزت و ناموس، گھر اور مال و دولت کی حفاظت کرتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "المرأۃ راعیۃ علی اھل بیت زوجھا و ولدہ" عورت اپنے شوہر کے گھر کی چیزوں اور اس کی اولاد کی نگران و ذمہ دار ہے اور "ھی مسئولۃ عنھم" اس سے ان کے بارے میں سوال ہوگا۔ عورت میں گھربار سنبھالنے اور بچوں کی پرورش و نگہداشت کی صلاحیت وافر ہے اس لئے اس کو اس کام کا ذمہ دار بنایا گیا ہے۔ دوسری روایت یہ ہے "خیر النساء امرأۃ اذا نظرت الیھا سرتک و اذا امرتھا اطاعتک و اذا غبت عنھا

حفظتک فی مالھا و نفسھا۔"

اگر عورت سرتابی و انحراف اختیار کرے تو مرد کو سرزنش (توبیخ اور جسمانی سزا دینے کی بھی اجازت دی ہے فرمایا "والتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع و اخرجوھن، فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا۔ ان اللہ کان علیا کبیرا" اور جن سے تمہیں سرتابی کا اندیشہ ہو تو ان کو نصیحت کرو اور ان کو ان کے بستروں میں تنہا چھوڑ دو اور ان کو مارو، پس اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان کے خلاف راہ نہ ڈھونڈو بیشک اللہ بہت بلند اور بہت بڑا ہے۔" (نساء آیت ۳۴)

اسی طرح اسلامی معاشرے کے دوسرے یونٹ، کنبہ، میں دین کے قیام کی ذمہ داری مرد پر باپ اور خاوند کی حیثیت سے ڈال دی ہے اور سرتابی کرنے والوں کی توبیخ و سرزنش کی بھی اجازت دی ہے۔ اسی طرح اس کو گھر کی ریاست چلانے کا ذمہ دار بنا کر، ایک محدود سطح پر راعی کے فرائض سے آگاہ کر دیا ہے۔ اس طرح راعی کی مشکلات و مسائل سے آگاہ کر دیا ہے، ساتھ ہی نگران اعلیٰ، اللہ تعالیٰ کی نگرانی سے ڈرا بھی دیا ہے کہ وہ فرائض حسن و خوبی سے ادا کرے ایک اور ذات بڑی اور بلند موجود ہے جس نے اس سے بھی باز پرس کرنی ہے اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اسے بھی اپنے راعی کی اطاعت کرنی ہوگی ورنہ سزا کا مستوجب بننا پڑے گا۔

اسلامی حکومت کے قیام کا تیسرا مرحلہ

اب جب خاندان میں اسلام نافذ ہو گیا تو ایک اور مرحلہ طے ہو گیا۔ کنبہ کے بعد خاندان کی باری آتی ہے اور خاندان و برادری کا سربراہ اس کا ذمہ دار ہے۔ اس لئے حضور اکرم ﷺ نے مختلف برادریوں کے سربراہ مقرر کئے تھے۔

جنگ ہوازن کے مال غنیمت کے سلسلہ میں آپ نے فرمایا فارجعوا حتی یرفع الینا عرفاء کم امر کم فرجع الناس فکلمھم عرفاؤھم عریف کی تعریف کرتے ہیں "القیم بامور القبیلۃ والمحلۃ" خاندان اور

محلہ کے امور کا نگرانی و نگہبانی کرنے والا۔ اس طرح تیسرا مرحلہ طے ہوگیا۔ قبیلہ کا سربراہ ان کا ذمہ دار ٹھہرا۔ اب اگر فرد، کنبہ کا سربراہ، خاندان و قبیلہ کا سربراہ، اپنے اپنے دائرہ میں اسلام نافذ کریں تو اسلامی معاشرہ خود بخود، اسلامی حکومت کے قیام کا باعث بنے گا۔

آخری مرحلہ اس کے بعد بڑے راعی اور حکمران کی باری آتی ہے کیونکہ دین سے متعلق بہت سے ایسے امور ہیں جو افراد اور خاندان کی دسترس سے باہر ہیں۔ اس لئے ان کے قیام و نفاذ کیلئے خلافت و حکومت کے بغیر چارہ نہیں اور اگر حکومت اسلامی نہیں ہوگی تو وہ امور دین کے مطابق سرانجام نہیں پاسکیں گے، اس لئے جہاد فی سبیل اللہ کے نتیجہ میں اسلامی حکومت قائم ہوگی، اور اسلامی معاشرہ اس کے قیام کا ذمہ دار ہے۔ مختلف خاندانوں اور قبائل سے مل کر معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ جب مختلف قبائل اور برادریاں اسلامی ہوں گی تو ان کے مجموعہ سے اسلامی معاشرہ تشکیل پذیر ہوگا۔

اسلامی حکومت کے قیام کیلئے اساسی و بنیادی امور

(ا) فکر آخرت: حکومت سب سے پہلا قدم یہ اٹھائے گی کہ لوگوں کے اندر فکر آخرت پیدا کریگی اور ان کو یہ بات ذہن نشین کرائے گی کہ ہر انسان، اپنی پوری زندگی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جوابدہ ہے اور اصل اور واقعی زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ وہاں کامیابی اور ناکامی ہی اصل کامیابی یا ناکامی ہے اور قرآن مجید نے فکر آخرت پیدا کرنے کیلئے مختلف اسلوبوں کو اختیار کیا ہے۔

سورۃ انعام میں ارشاد ربانی ہے۔

"والذین یومنون بالاخرۃ یومنون به وھم علی صلاتھم یحافظون" (پ ۷ آیت ۹۲) اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہی قرآن پر ایمان لائیں گے اور وہی اپنی نمازوں کی حفاظت کریں گے۔ سورہ طٰہ میں فرمایا "ان الساعة آتية اكاد اخفيها لتجزی كل نفس بما تسعى فلا يصدنك عنها من لا يومن بها واتبع هواه فتردى (پ ۱۶، آیت ۱۵۔

۱۶) "بیشک قیامت شدنی ہے میں اس کو چھپائے ہی رکھوں گا تاکہ ہر جان کو اس کے عمل کا بدلہ دیا جائے۔ تو نماز سے تمہیں وہ شخص روک نہ دے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتا' اور اپنی خواہش کا بندہ ہے' تاکہ تم ہلاک ہو جاؤ۔"

سورہ حشر میں فرمایا "یا یھا الذین امنوا اتقوا الله و لتنظر نفس ماقدمت لغد و اتقوا الله ان الله خبیر بما تعملون" (پ۲۸ آیت ۱۸) اے ایمان والو اللہ کی مخالفت سے بچو اور ہر شخص غور کرے کہ اس نے کل کیلئے کیا آگے بھیجا ہے اور اللہ کے احکام کی پابندی کرو' بیشک اللہ تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے۔

(۲) اسلامی حکومت افراد معاشرہ کو بتائے گی کہ اس کائنات کا خالق و مالک اور مدبر و منتظم صرف اللہ تعالٰی ہی ہے۔ سورہ یونس میں فرمان باری ہے قل من یرزقکم من السماء والارض امن یملك السمع والابصار و من یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی و من یدبر الامر فسیقولون الله فقل افلا تتقون ○ فذالکم الله ربکم الحق فماذا بعد الحق الاالضلل فانی تصرفون (پ۱۱ آیت۳۱-۳۲) ان سے پوچھو! کون تم کو آسمان اور زمین سے روزی عطا کرتا ہے؟ یا کون ہے جو کان اور آنکھوں پر اختیار رکھتا ہے اور کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردوں کو زندہ سے نکالتا ہے اور کون ہے جو ساری کائنات کا انتظام فرماتا ہے۔ یقیناً یہی جواب دیں گے۔ یہ سب کام اللہ کرتا ہے۔ تو ان سے پوچھو کیا تم اس سے ڈرتے نہیں؟ انہیں صفات کا حامل اللہ ہی تمہارا حقیقی رب ہے تو حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے۔ تو کہاں سے تمہاری مت ماری جاتی ہے۔ اور جب کائنات کا خالق و مالک اور مدبر و منتظم اللہ ہے تو امر و حکم بھی اسی کا چلے گا۔ زندگی کے تمام امور اس کے سپرد ہونگے۔ سورۃ اعراف میں فرمایا "ان ربکم الله الذی خلق السموت والارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش یغشی اللیل النهار یطلبه حثیثا والشمس والقمر و

النجوم مسخرات بامرہ' الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین" (پ ۸ آیت ۵۴) بیشک تمہارا آقا و مالک اور مدبر و منتظم وہی اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ پھر وہ عرش پر متمکن ہوا ڈھانکتا ہے رات کو دن پر جو اس کا پوری سرگرمی سے تعاقب کرتی ہے اور اس نے سورج اور چاند اور ستارے پیدا کئے جو اس کے حکم سے تمہاری خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ خبردار تخلیق و پیدائش اور فرمانروائی و حکمرانی اسی کا حق ہے۔ بڑا ہی بابرکت ہے تمام کائنات کا رب۔

سورہ یوسف میں فرمایا "ان الحکم الا للہ۔ امر الا تعبدوا الا ایاہ ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون" (پ ۱۲ آیت ۴۰) اختیار و اقتدار صرف اللہ ہی کا ہے۔ اسی نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو یہی مضبوط و مستحکم دین یعنی ضابطہ حیات ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ سورۃ مومنون میں فرمایا "قل لمن الارض و من فیھا ان کنتم تعلمون ○ سیقولون للہ ط قل افلا تذکرون ○ قل من رب السموت السبع و رب العرش العظیم ○ سیقولون للہ قل افلا تتقون ○ قل من بیدہ ملکوت کل شئی و ھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون' سیقولون للہ فانی تسحرون ○ (پ ۱۸ آیت ۸۴ تا ۸۸) ان سے پوچھو' یہ زمین اور جو اس میں ہیں کس کے ہیں۔ اگر تم جانتے ہو! کہیں گے اللہ کے' پوچھو تو کیا تم اس سے یاددہانی حاصل نہیں کرتے ہو' پوچھو ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟ جواب دیں گے یہ سب اللہ کے ہیں۔ پوچھو تو کیا تم اس کی حدود کی پابندی نہیں کرو گے۔ کہو وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے اور وہ پناہ دیتا ہے لیکن اس کے مقابل میں پناہ نہیں دی جا سکتی اگر تم جانتے ہو' وہ کہیں گے یہ اللہ کے اختیار میں ہیں کہو پھر تمہاری مت کہاں ماری جاتی ہے۔

(۳) سلامی حکومت اعلان کرے گی کہ جب اس کائنات کا خالق' مالک اور مدبر و منتظم اللہ ہی ہے تو اطاعت و عبادت کا حقدار وہی ہے اور اسی کے ضابطہ حیات کے مطابق زندگی

گزارنا ضروری ہے اور رسول نے دنیا میں آ کر یہی اعلان فرمایا تھا کہ عبادت و اطاعت صرف اللہ کا حق ہے "وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون (پ ۱۷ آیت ۲۵) اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھی بھیجے ان کی طرف یہی وحی کرتے رہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی بندگی کرو۔

سورۃ نحل میں فرمایا "ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ و اجتنبوا الطاغوت (پ ۱۴ آیت ۳۶) اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول اس دعوت کے ساتھ بھیجا کہ اللہ ہی کی بندگی اور اطاعت کرو اور غیر اللہ سے بچو۔ سورۃ زمر کے آغاز میں فرمایا "الا للہ الدین الخالص" خبردار اطاعت خالص اللہ کا حق ہے۔

سورہ انعام کے آخر میں حضور اکرم ﷺ سے اعلان کروایا گیا۔ "قل اننی ھدانی ربی الی صراط مستقیم' دینا قیما' ملۃ ابراھیم حنیفا۔ وما کان من المشرکین' قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ و بذالک امرت وانا اول المسلمین" (پ ۸ آیت ۱۶۱ تا ۱۶۳۔)

اعلان کر دیجئے! میرے رب نے میری رہنمائی ایک سیدھے رستے کی طرف فرمادی ہے ایک پختہ اور مستحکم ضابطہ حیات' ابراہیم کی ملت کی طرف جو یکسو تھے اور مشرکین میں سے نہ تھے۔ کہہ دیجئے میری نماز میری قربانی' میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے جو کائنات کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک ساجھی نہیں اور مجھے یہی حکم ملا ہے اور میں سب سے پہلے اطاعت گزار' پہلا مسلم ہوں۔

سورہ یونس کے آخر میں اعلان کروا دیا گیا' "قل یا ایھا الناس ان کنتم فی شک من دینی فلا اعبدالذین تعبدون من دون اللہ ولکن اعبداللہ الذی یتوفا کم' وامرت ان اکون من المومنین وان

اقم وجهك للدين حنيفا' ولا تكونن من المشركين" (پ۱۱ آیت ۱۰۴۔۱۰۵)

کہہ دیجئے اگر تم میرے دستور زندگی کے بارے میں شک میں ہو تو سن لو میں ان کی بندگی نہیں کرتا جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو بلکہ میں اس اللہ کی بندگی کرتا ہوں جو تم کو وفات دیتا ہے اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں ایمان والوں میں سے بنوں اور یہ کہ اپنا رخ یکسو ہو کر اطاعت کی طرف کروں اور مشرکین میں سے نہ بنوں۔

(۴) اسلامی حکومت اعلان کرے گی کہ قرآن ہمارے لئے ضابطہ حیات اور دستور زندگی ہے اور اللہ کے نمائندہ کی حیثیت سے اس کی تشریح و توضیح اس کے رسول کا حق ہے اوراس کی اطاعت لازم ہے۔ فرمان باری ہے "وانزلنا اليك الذكر لتبين للناس مانزل اليهم ولعلهم يتفكرون" (پ۱۴' آیت ۴۴ سورۃ نحل) اور ہم نے آپ کی طرف یاددہانی (قرآن) اتارا تاکہ آپ لوگوں کیلئے اس چیز کو اچھی طرح واضح کردیں جو ان کی طرف اتاری گئی ہے تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

سورۃ نساء میں فرمایا "وما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن الله" ہم نے رسول صرف اس مقصد کیلئے بھیجے کہ اللہ کے حکم سے ان کی اطاعت کی جائے کیونکہ "من يطع الرسول فقد اطاع الله" جو رسول کی اطاعت کرتا ہے تو اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی ہے۔

(۵)۔ اسلامی حکومت اعلان کرے گی کہ اسلام کے سوا کوئی قانون اور دستور قابل عمل نہیں کیونکہ فرمان باری ہے۔ "و من يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه" اسلام کے سوا کوئی لائحہ عمل قابل قبول نہیں ہے۔ سورۃ نور میں فرمایا۔ "انما كان قول المومنين اذا دعوا الى الله و رسوله ليحكم بينهم ان يقولوا سمعنا واطعنا واولئك هم المفلحون" (پ۱۸ آیت ۵۱) اہل ایمان کا رویہ یہ ہے کہ جب زندگی کے کسی معاملہ میں اللہ اور رسول کا حکم سنایا جائے تو وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور ہم نے مانا اور درحقیقت یہی لوگ فائز المرام ہوں گے۔اسی طرح

حکومت تمام امور زندگی کتاب و سنت کے مطابق طے کرنے کی پابندی کا اعلان کرے گی۔

(٦) دین کو دنیا پر ترجیح دینے کا اعلان کرے گی اور دنیوی مفادات و اغراض کی خاطر دین کو نظر انداز نہ کرنے کا عہد کرے گی، فرمان باری ہے۔ "قل ان کان آباء کم و ابناء کم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم واموال ن اقترفتموھا و تجارة تخشون کسادھا ومسکن ترضونھا احب الیکم من اللہ و رسولہ و جھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لا یھدی القوم الفاسقین (پ١٠ سورۃ توبہ آیت ٢٤)

اعلان کر دیجئے، اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارا خاندان اور وہ مال جو تم نے کمایا اور وہ تجارت جس کی کساد بازاری کا تمہیں خطرہ ہے اور وہ مکانات و رہائشیں جو تمہیں پسند ہیں۔ اگر تمہیں اللہ، اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ صادر فرمادے اور اللہ بدعہدوں کو بامراد نہیں کرتا۔

اس آیت مبارکہ میں انتہائی دو ٹوک اور فیصلہ کن انداز سے انسان کی تمام مرغوبات میں سے ایک ایک چیز کو گنا کر فرمایا کہ اگر ایک طرف اللہ و رسول کا مطالبہ ہو اور دوسری طرف تمہاری ان محبوبات کا مطالبہ ہو اور تم نے اللہ اور اس کے رسول کے مطالبہ کو نظر انداز کر کے ان چیزوں کے مطالبہ کو ترجیح دی تو اس کا معنی یہ ہے کہ یہ چیزیں تمہیں اللہ اور رسول سے زیادہ عزیز ہیں۔ تو یہ ایمان نہیں ہے بلکہ اللہ اور اس کے رسول سے بدعہدی ہے جس کی بناء پر تم اللہ کی توفیق و ہدایت سے محروم ہو جاؤ گے اور منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکو گے۔

اسلامی حکومت اعلان کرے گی الدنیا مزرعة الآخرہ ہے۔ اس لئے دنیا میں رہ کر آخرت کیلئے تیاری کرنا ہے اس کو سنوارنا اور بنانا ہے کیونکہ دنیا فانی اور عارضی ہے اور آخرت باقی، دائمی اور لازوال ہے۔ "وما ھذہ الحیوۃ الدنیا الا لھو و لعب

وان الدارالآخرة لهی الحیوان لو کانوا یعلمون" (پ۲۱ سورہ عنکبوت آیت ۶۴) اور یہ دنیا کی زندگی تو بس لہو و لعب ہے اور آخرت کا گھر ہی ہے جو اصل زندگی کی جگہ ہے۔ اے کاش وہ اسی کو جان لیں۔

اسلامی حکومت و خلافت دین کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہے۔ اگر دین ہاتھ سے نکل جائے' تو اسلامی حکومت و خلافت برقرار نہیں رہ سکتی۔

قرآن مجید میں یہ بات بیان کی گئی کہ بنی اسرائیل کو نعمت حکومت ان کو راہ دین و حق میں صبر و استقلال کی بناء پر ہی ملی' جب تک وہ دین پر قائم رہے دنیا کی برکت و سرفرازی ان کو حاصل رہی' لیکن دین و حق کا دامن ان سے چھوٹ گیا' تو عزت و سرفرازی کا تاج بھی ان سے چھن گیا۔

دنیا میں اسلامی حکومت و سلطنت اور دنیا کی خلافت اللہ کی ایک نعمت ہے۔ اس کی دلیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم سے یہ خطاب ہے۔

"یقوم اذکروا نعمة الله علیکم اذجعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا وآتکم مالم یؤت احدا من العالمین" (مائدہ)

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا۔

"اے میری قوم! اپنے اوپر اللہ کے فضل و کرم کو یاد کرو کہ اس نے تم میں نبی اٹھائے اور تم کو بادشاہ بنایا اور وہ سیادت و قیادت اور برتری بخشی جو دنیا والوں میں سے کسی کو حاصل نہیں۔"

اور اس کے نعمت ہونے کی بناء پر ہی حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس میں مزید وسعت کی دعا فرمائی تھی کہ "رب اغفرلی و هب لی ملکا لا ینبغی لا حد من بعدی" میرے رب مجھے معاف فرما دے اور مجھے ایسی سلطنت بخش جو مرے سوا کسی کے لئے زیبا نہیں۔

اور یہ نعمت دین پر عمل پیرا ہونے کی صورت میں رہتی ہے۔ اس کی دلیل آیت استخلاف ہے اور آیت دلالة علی التجارة ہے جس کے آخر میں فرمایا "واخری

تحبونها نصرمن الله و فتح قريب"

اسی طرح حج میں جب قتال کی اجازت کی پہلی آیت اتری ہے۔ اس کے آخر میں فرمایا "ولينصرن الله من ينصره ان الله لقوی عزیزالذين ان مكناهم فی الارض اقاموا الصلوة و اتوا الزكاة وامروا بالمعروف و نهوا عن المنكرو لله عاقبة الامور"

یہ نعمت دین کی راہ چھوڑنے پر چھن جاتی ہے۔ دلیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قوم سے یہ خطاب ہے۔

"عسی ربكم ان يهلك عدو كم و يستخلفكم فی الارض فينظر كيف تعملون" سورۃ یونس میں ہے "ثم جعلنا كم خلائف فی الارض لننظر كيف تعملون" پھر ہم نے ان کے بعد تمہیں زمین کی جان نشینی دی تاکہ ہم دیکھیں تم کیسے عمل کرتے ہو۔

اس سے پہلے یہ آیت "و لقدا هلكنا القرون من قبلكم لما ظلموا و جاء تهم رسلهم بالبينات وما كانوا ليو منوا كذالك نجزی القوم المجرمين"

سورہ بقرہ میں بنی اسرائیل کی ذلت و رسوائی اور عزت سرفرازی سے محرومی کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ "افتو منون ببعض الكتاب و تكفرون ببعض فما جزاء من يفعل ذالك منكم الاخزی فی الحيوة الدنيا و يوم القيامة يردون الی اشد العذاب وما الله بغافل عما تعملون اولئك الذين اشتروا الحيوة الدنيا بالآخرة فلا يخفف عنهم العذاب و لاهم ينصرون" (آیت ۸۵۔۸۶)

کیا پس تم بعض کتاب کے ساتھ ایمان لاتے ہو اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہو' پس کیا ہے جزاء اس کی جو کوئی تم میں سے ایسا کرے سوائے دنیاوی زندگی اور قیامت کے

دن رسوائی کے، وہ لوٹائے جائیں گی سخت عذاب کی جانب، اور اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہیں اس چیز سے جو تم عمل کرتے ہو۔ یہی لوگ ہیں جنھوں نے دنیا کی زندگی کو خرید لیا آخرت کے بدلے پس ان سے عذاب میں تخفیف نہیں کی جائے گی اور نہ ہی وہ مدد کئے جائیں گے۔

اور اس کی تفصیل سورۃ بنی اسرائیل کی آیت "و قضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب" میں بیان کی گئی ہے۔ اس آیت کے تحت علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں۔ جب بنی اسرائیل کو خلافت ملی تو انہیں پہلے ہی ہوشیار کر دیا گیا تھا کہ یہ خلافت و سلطنت اس وقت تک ہے جب تک احکام الٰہی کی پیروی کی جائے گی۔ جب تم ان سے منہ پھیر لو گے تو اللہ کی رحمت بھی تم سے منہ پھیر لے گی۔ چنانچہ اسلام سے پہلے یہودیوں کی تاریخ میں یہ دونوں موقعے پیش آئے اور دو دفعہ ان کی شامت اعمال سے بیت المقدس کو پامال اور ان کو ذلیل و محکوم ہونا پڑا۔ ان آیتوں سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ مذہبی سلطنت کا مٹ جانا، ظالم بادشاہ کے پنجوں میں گرفتار ہونا اور دوسروں کی محکومی جو خود ہمارے ہی برے اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے۔ دنیا میں اللہ کے غیض و غضب کا سبب ہے۔ (ج ۷ ص ۲۲) اسلام کی حکمرانی کے سلسلہ میں لکھتے ہیں۔

اسلام کی دعوت، شرک کی تردید اور توحید کی تعلیم سے شروع ہوئی اور اس کے بعد شرائع و احکام آہستہ آہستہ بڑھتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی، اطاعات و عبادات کی دعوت، فرائض و حقوق کی اراضی، قلوب نفس کی صفائی اور آنحضرت کی برتری اور برگزیدگی کی تعلیم و تربیت تدریج کے ساتھ تکمیل کو پہنچتی گئی۔ ساتھ ہی سلطنت کا نظام خود بخود بنتا گیا اور وہ بھی تکمیل کو پہنچ گئی۔ اس موقعہ پر ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے۔ اسلام کے سارے دفتر میں ایک حرف بھی ایسا موجود نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ قیام سلطنت اس دعوت کا اصل مقصد تھا اور عقائد و ایمان شرائع و احکام اور حقوق و فرائض اسی کیلئے بمنزلہ تمہید تھے۔ بلکہ جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ شرائع اور حقوق و فرائض ہی اصل مطلوب ہیں اور ایک حکومت صالح کا قیام ان کیلئے وجہ اطمینان اور سکون خاطر کا

باعث ہے تاکہ وہ احکام الٰہی کی تعمیل بآسانی کر سکیں اس لئے وہ عرضا مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اس نکتہ کا ترجمان ہے۔ آیت استخلاف لکھنے کے بعد لکھتے ہیں اس آیت میں خلافت کے عطاء' خوف کے بعد امن کی بخشش اور کمزوری کے بعد طاقت کے حصول کی یہ غرض بتائی گئی ہے کہ ہر امر میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت ہو اور شرک دور ہو۔ اگر واقعہ اس کے خلاف ہوتا تو یوں کہا جاتا کہ عبادت الٰہی کی تعلیم اور رد شرک کی دعوت اسی لئے ہے کہ خلافت کا قیام ہو اور سلطنت کا حصول ہو۔ (ج ۷ ص ۲۹۔۳۰)

قانون الٰہی کی بنیاد و عمومیت کی وضاحت کرتے ہوئے' علامہ ندوی لکھتے ہیں اسلام کے قانون کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اطاعت کیلئے زمین سے فتنہ و فساد کا دفع۔ اسکے بندوں کے درمیان عدل و انصاف اور امن و اطمینان قیام اور معاملات میں لوگوں کے درمیان سے نزع و خداع و فریب کی روک تھام ہے۔ چنانچہ اسلام کے قانون میں جتنی حدود و تعزیرات ہیں انکا مقصد زمین سے فتنہ و فساد کا دفع ہے اور جس قدر معاملات و معاشرت کے اصول و مسائل ہیں ان کا بنی بندوں کے درمیان عدل و انصاف اور امن و اطمینان کا قیام ہے اور معاملات میں جتنے قانون ممنوعات اور منہیات ہیں۔ ان سب کا منشا باہمی نزاع اور خدع و فریب کا استیصال ہے اس اوپر کی تفصیل میں آپ نے دیکھا کہ کہیں رنگ اور نسل کا کوئی اختلاف زبان اور لغت اور تہذیب و تمدن کا کوئی فرق' اور ملک و اقلیم کا کوئی امتیاز زیر بحث نہیں آیا ہے یہ قانون خدا کا ہے۔ خدا کے سارے بندوں کیلئے بنایا گیا ہے وہ چاہے کالے ہوں یا گورے' آریائی ہوں یا سامی' یورپی ہوں یا ایشیائی' ہندی ہوں یا حجازی' عجمی ہو یا تاتاری سب کیلئے یکساں اور سب کیلئے برابر ہے۔ (ج ۷ ص ۱۵)